انفاق فی سبیل اللہ کی استعداد کو بڑھانے کے تین قیمتی گُر (۱) اپنی آمد کو مزید محنت سے بڑھانے کی کوشش کرو (۲) سادہ زندگی اختیار کرو (۳) جذبہ ایثار میں اضافہ کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍اگست ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ مطالبات تحریک جدید میں سادہ زندگی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔

☆ رسوم اور بدعادات سے اجتناب کیا جائے۔

☆ فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کی غرض۔

☆ اس فنڈ میں ۲۵ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک

☆ اس آمد سے وہ کام کئے جائیں جو حضرت مصلح الموعود کو محبوب اور پیارے تھے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

گزشتہ چند دنوں انفلوائنزا کی وجہ سے میری طبیعت ٹھیک نہیں رہی۔ ایک وقت میں تو آواز بالکل بیٹھ گئی تھی۔ کل سے کچھ کھلی ہے۔ ویسے اب بھی تکلیف محسوس کر رہا ہوں اس لئے میں اختصار کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق دوستوں کے سامنے بعض باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

’’اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس پہلو میں مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آئی تھیں۔ اور صحابہ کی یہ حالت تھی کہ ایسے وقتوں پر بعض ان میں سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتے اور بعض نے آدھا دیا اور اس طرح جہاں تک کسی سے ہوسکتا فرق نہ کرتا۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے اور جنہیں نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہیں ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ ان پر ظاہر نہیں ہوا۔ وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپیہ دے دیتے ہیں اور بعض ان میں سے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکھ کی وصیت کر دی ہے۔ پھر مسلمانوں کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں

چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے۔ دور کر دے اور اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۱۵، ۶۱۶ طبع ثانی)

دوست جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی اور غریب جماعت کو ساری دنیا کے مقابلہ پر لا کھڑا کیا ہے اور فرمایا کہ تمام ادیانِ باطلہ کا مقابلہ کرو اور انہیں شکست دو اور اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کر کے اسے ان پر غالب کرو۔

اس جماعت کے مقابلہ میں ایک طرف ان طاغوتی طاقتوں کو بڑی قوت اور وجاہت اور اقتدار اور مال دیا کہ اربوں ارب روپیہ وہ اسلام کے خلاف خرچ کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی اس جماعت کو بڑے ہی وعدے دیئے اور فرمایا کہ تم ان اقوام اور ان مذاہب کی طاقت کو دیکھ کر گھبرانا نہیں اور ان کے اموال پر نظر کر کے تمہیں پریشانی لاحق نہ ہو۔ کیونکہ میرا تم سے یہ وعدہ ہے کہ اگر تم میری بھیجی ہوئی تعلیم پر عمل کرو گے اور میرے بتائے ہوئے طریق پر چلو گے تو تھوڑے ہونے کے باوجود اور کمزور ہونے کے باوجود اور غریب ہونے کے باوجود آخری فتح اور کامیابی تمہارے ہی نصیب ہوگی۔

اس چیز کو دیکھتے ہوئے اور اس چیز کو سمجھتے ہوئے ہم پر بڑی ہی قربانیوں کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جن میں سے ایک مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ مطالبہ تو نہیں کیا کہ ہم اپنی طاقت اور استعداد سے بڑھ کر اس کی راہ میں قربانی دیں۔ کیونکہ ایسا مطالبہ غیر معقول ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ تو عقل اور حکمت اور علم اور نور کا سرچشمہ ہے۔ وہ تو نور ہی نور ہے۔ اس کی طرف سے اس قسم کا کوئی مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ضرور بتاتا ہے کہ میں نے قوت استعداد اور اموال کے بڑھانے کے کچھ طریق بھی رکھے ہیں تم اپنی طاقت سے بڑھ کر قربانی نہیں دے سکتے لیکن تم قربانی دینے کی طاقت کو ہر وقت بڑھا سکتے ہو۔ پس قربانی دینے کی طاقتوں کو تم بڑھاؤ۔

تین موٹی باتیں میں اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

(۱) اوّل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ (النجم: ۴۰) ایک تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مالی اور اقتصادی لحاظ سے تم جس مقام پہ بھی ہو۔ وہ تمہارا آخری مقام نہیں۔ مزید ترقیات

کے دروازے تمہارے سامنے ہیں۔ جنہیں تم اپنی سعی سے، اپنی کوشش سے، اپنی جدوجہد سے، اپنی محنت سے کھول سکتے ہو۔ یعنی اگر تم اپنے پیشہ میں مزید مہارت حاصل کرلو جتنی محنت اور توجہ سے تم اس وقت کام کر رہے ہو۔ اس سے زیادہ محنت اور توجہ سے کام کرو۔ جو ذرائع تمہیں میسر آئے ہوئے ہیں ان کو پہلے سے زیادہ بہتر طریق پر استعمال کرو۔ تدبیر کو اپنے کمال تک پہنچاؤ اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے رہو کہ وہ تمہارے اموال میں برکت ڈالے اور تمہاری کوششوں کو بارآور کرے اس کے نتیجہ میں تمہارے اموال بڑھ جائیں گے اس کے ساتھ ہی مالی قربانی کی استعداد بھی مثلاً اگر ہم میں سے ہر ایک کی آمد بڑھ جائے لیکن جذبہ ایثار اتنا ہی رہے جتنا پہلے تھا تو بھی کمیت کے لحاظ سے ہماری مالی قربانی میں بڑا نمایاں فرق آجاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی آمد ایک سو روپیہ ماہوار ہے اور وہ اپنے جذبہ ایثار سے مجبور ہو کر اور اپنی استعداد کے مطابق اس میں سے بیس فیصد روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اگر وہ محنت کرے، اگر وہ اپنے علم میں زیادتی کرے، اگر وہ اپنے ذرائع کو بہتر طریق پر استعمال کرے اور اگر وہ اپنی دعاؤں کے نتیجہ میں اپنی آمد کو سو سے دو سو ماہانہ کر دے اور اس کی قربانی بیس فیصد ہی رہے تو پہلے وہ بیس روپے ماہوار دیتا تھا اب وہ چالیس روپے ماہوار دے گا۔ تو کمیت کے لحاظ سے مالی قربانی میں دگنا اضافہ ہو جائے گا کیونکہ اس کی آمد پہلے کی نسبت دگنی ہوگئی۔

(۲) ایک اور طریق اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ تم اپنے خرچ کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ضبط میں لاؤ، سادہ زندگی گزارو۔ رسم ورواج جو بیاہ شادیوں کے موقع پر یا موت فوت کے موقع پر لوگوں میں رائج ہیں ان کے نتیجہ میں اسراف کی راہوں کو اختیار کیا جاتا ہے۔ تم ان راہوں کو اختیار نہ کرو اور سادہ زندگی اختیار کر کے اپنے خرچوں کو کم کر دو۔ تو اس کے نتیجہ میں بھی تمہاری قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کی طاقت اسی نسبت سے بڑھ جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کی سو روپیہ ماہوار آمد ہے اور اس کو اپنی ذات اور اپنے خاندان پر اسّی روپیہ ماہوار خرچ کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اور بعض باتوں میں وہ اسراف کرتا ہے اور سادگی کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اگر وہ سادہ زندگی کو اختیار کرے اور اس کا خرچ اسّی روپیہ سے گر کر ستر روپیہ ماہوار پر آجائے تو اس کو سادگی کے اختیار کرنے کے نتیجہ میں دس روپیہ ماہوار زیادہ قربانی کرنے کی طاقت حاصل ہوگئی۔ اگر وہ چاہے تو خدا کی راہ میں اسے دے سکتا ہے۔

اس لئے میں تفصیل میں جائے بغیر، احباب جماعت کو اور جماعتی نظام کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا

ہوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں سادہ زندگی کے جو مطالبات رکھے ہیں ان کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے بہت سی جماعتیں اور بہت سے افراد اس چیز کو بھولتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم مثلاً بدقسمتی سے سینما دیکھنے کے عادی ہوں اور اب سینما دیکھنا چھوڑ دیں تو وہ دس پندرہ روپے جو ہم سینما دیکھنے پر خرچ کرتے تھے وہ ہمارے پاس بچ رہیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو یہ رقم خدا کی راہ میں دے سکتے ہیں۔

پس میں جماعت کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک جدید کے وہ مطالبات جو سادہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو جماعت میں دہرایا جائے اور افراد جماعت کو پابند کیا جائے کہ وہ ان مطالبات کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں۔

اسی طرح بہت جگہ سے یہ شکایت آتی رہتی ہے کہ بعض خاندانوں میں رسوم اور بدعادات عود کر رہی ہیں۔ مثلاً شادی کے موقع پر اسراف کی راہوں کو اختیار کیا جاتا ہے اور بلا ضرورت محض نمائش کے طور پر بہت سا خرچ کر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو اس کے نتیجہ میں مقروض ہو جاتے ہیں اور پھر ساری عمر ایک مصیبت میں گزارتے ہیں۔ یہ تو وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ ان کو اس دنیا میں دے دیتا ہے لیکن ایک اور سزا ہے جو بظاہر ان کو نظر نہیں آتی کہ اس کے نتیجہ میں وہ بہت سی ایسی نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں کہ اگر وہ سادگی کو اختیار کرتے۔ اگر وہ رسوم کی پابندی کو چھوڑ دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان نیکیوں کی توفیق عطا کرتا اور ان کو اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی ایسی نعمتیں حاصل ہوتیں کہ دنیا کی لذتیں اور دنیا کے عیش اور ان کی نمائشیں ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہ رکھتیں۔

پس جماعت کو چاہئے کہ تحریک جدید کے ان مطالبات کو دہراتی رہے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس طرح وہ اپنے پیسوں کو بچا سکے اور اس کی قربانی کی قوت اور استعداد پہلے کی نسبت بڑھ جائے اور وہ اپنی اس بڑھی ہوئی حیثیت اور طاقت کے مطابق قربانی کرنے والی ہو۔ اس طرح دوست پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔

(۳) تیسری بات جس کی طرف قرآن کریم ہمیں متوجہ کرتا ہے وہ جذبہ ایثار ہے اور شُحِّ نفس سے بچنا ہے۔ جب یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو انسان بہت سی جائز ضرورتوں کو بھی کم کر سکتا ہے۔ صحت کو نقصان پہنچائے بغیر اور کسی قسم کا حقیقی نقصان اٹھائے بغیر!

تو جب جذبہ ایثار بڑھ جائے تو قربانی کرنے کی قوت اور استعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کا ذریعہ دعا ہے ہمیں ہر وقت یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اے خدا! تو نے ایک نور قرآن کریم کی شکل میں نازل کیا اس میں جہاں تو نے ہمیں اور بہت سی حسین ہدایتیں اور احکام دیئے ہیں وہاں انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق بھی بڑی ہی حسین اور وسیع تعلیم تو نے ہمارے سامنے پیش کی ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اگر ہم تیری راہ میں ان طریقوں پر جو تو نے بتائے ہیں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہوں گے۔ تو تو بہت سے انعامات اور فضل ہم پر نازل کرے گا۔ تو اے خدا تو ہمیں اپنے فضل سے اس بات کی توفیق عطا کر کہ ہم اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے والے ہوں تا کہ ہم تیری نعمتوں اور فضلوں کو حاصل کر سکیں۔

پس ہم ان تین طریق سے اپنی قوت اور استعداد کو بڑھا سکتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ ہم اپنی طاقت سے بڑھ کر اس کی راہ میں قربانی دیں لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے یہ مطالبہ ضرور کرتا ہے کہ ہم ہر وقت اور ہر طرح یہ کوشش کرتے رہیں کہ اس کی راہ میں ہماری قربانی دینے کی طاقت اور استعداد ہمیشہ بڑھتی چلی جائے تا کہ ہم ہمیشہ پہلے کی نسبت زیادہ سے زیادہ اس کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں۔

اس کے بعد میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے متعلق کہ وہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہی کی ایک شق ہے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ جماعت احمدیہ سچے مسلمانوں کا نمونہ دکھاتے ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے کی غرض سے اور بھی زیادہ مالی قربانیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرے اور اس مالی قربانی کو اس حد تک پہنچائے کہ دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی صداقت پر گواہ ہو۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

یعنی اوّلین وآخرین ہر دو گروہ کی مالی قربانیاں ایک سی شان اور عظمت اور عزت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رکھنے والی ہوں۔

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس وقت میں نے اپنے بھائیوں سے یہ خواہش کی تھی کہ اس فنڈ میں پچیس لاکھ روپیہ وہ جمع کریں۔

سوائے محمد رسول اللہ کے فرزند جلیل مسیح محمدی کی جانثار اور خدائے بزرگ و برتر کی محبوب جماعت! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے خلوص نیت اور صمیم قلب کے ساتھ فاؤنڈیشن کے لئے جو وعدے کئے ہیں ان کی رقم پچیس لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ اور ابھی اور وعدے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اخلاص اور ایثار کو قبول فرمائے اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے آپ کی قربانیوں میں برکت ڈالے اور آپ کو اس دنیا میں بھی اتنا دے، اتنا دے کہ آپ سیر ہو جائیں اور اُخروی زندگی میں بھی اپنی تمام نعمتوں سے آپ کو نوازے تا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں آپؐ کے صحابہؓ کی معیت حاصل کر سکیں۔

اب جبکہ وعدے اپنی مقررہ حد سے آگے بڑھ چکے ہیں ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے ہیں ان کا کم از کم ۱/۳ سالِ رواں یعنی سالِ اوّل میں وصول ہو جائے۔ اس وقت تک جو وعدے ہو چکے ہیں ان کے لحاظ سے قریباً ۹۔ ۱۰ لاکھ کی وصولی سال اوّل میں ہونی چاہئے چونکہ بہت سے ابتدائی مراحل میں سے اس تنظیم کو گزرنا تھا اور اس کے لئے صحیح معنی میں جو ہماری کوشش ہوئی ہے۔ وہ مجلس مشاورت کے بعد ہوئی ہے اس لئے میں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کا سال یکم مارچ سے تیس ۳۰ / اپریل تک مقرر کیا ہے۔

ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ۳۰/ اپریل سے قبل کم از کم ۹، ۱۰ لاکھ روپے کی رقم جو ایک تہائی سے زیادہ ہوگی (اور اگر وعدے زیادہ آ گئے تو پھر اس سے بھی زیادہ رقم وصول ہونی چاہئے) بہر حال موجودہ صورت میں ۹، ۱۰ لاکھ کی رقم ضرور وصول ہو جانی چاہئے۔ اس وقت تک پاکستان کی جماعتوں اور احباب سے جو رقوم وصول ہوئی ہیں ان کی مقدار چار لاکھ سے اوپر تک پہنچ چکی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جماعت اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتی ہے اور وہ انشاء اللہ ۳۰ / اپریل سے پہلے ایک تہائی سے زیادہ اپنے وعدے ادا کر دے گی۔

میں ایک تہائی (۱/۳) سے زیادہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض غریب احمدی دوستوں نے بڑی قربانی دے کر اس میں حصہ لیا ہے اور ساتھ ہی پوری رقم ادا بھی کر دی ہے۔ ایک تہائی پر انہوں نے کفایت نہیں کی۔ مثلاً سو روپیہ کا وعدہ لکھوایا تو سو روپیہ ہی دے دیا۔

کئی مہینہ کی بات ہے گجرات کے ایک دوست یہاں تشریف لائے (وہ بہت بوڑھے تھے اتنے بوڑھے کہ ان سے چلا نہ جاتا تھا) اور مجھے پیغام بھجوایا کہ میں ضروری کام کے لئے ملنا چاہتا ہوں۔ باوجود

اس کے کہ وہ بہت کمزور تھے۔ سیڑھیوں پر بھی نہ چڑھ سکتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی محبت سے مجبور ہو کر وہ اتنا لمبا سفر کر کے آئے تھے۔ میں اُترا اور ان سے ملا تو انہوں نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنا رومال کھولا اور غالباً چند سو کی رقم تھی وہ نکال کر مجھے دی اور کہا کہ یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

خدا کے فضل سے ہماری جماعت بڑی قربانی کرنے والی ہے اور بڑی ہی محبت کرنے والی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والی ہے۔

میں کامل امید رکھتا ہوں اور اپنے ربّ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس فنڈ میں سال رواں کے اندر ایک تہائی سے کہیں زیادہ رقم ادا کر دیں کیونکہ اس سے جو کام کئے جانے والے ہیں۔ ان کے متعلق یہ بھی فیصلہ ہے کہ اصل رقم کو محفوظ رکھا جائے اور پھر اس کی آمد سے وہ کام کئے جائیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو محبوب اور پیارے تھے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے اور اس کی توفیق سے ہی سب کچھ ہو سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۸؍ستمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆